اخلاق جہانگیری کا تعارف

ڈاکٹر محمد اختر چیمہ

اخلاق جہانگیری قاضی نور الدین محمد الخاقانی فراہی ہروی کی تالیف لطیف ہے جو مغل بادشاہ نورالدین محمد جہانگیر کے عہد میں لکھی گئی اور اسی کے نام منسوب و معنون کی گئی۔ اخلاق جہانگیری علم اخلاق و علم معاشرت پر بہت مبسوط، مفید اور جامع کتاب ہے۔ فارسی شعر و ادب اخلاقی مضامین و مطالب سے مالا مال ہے۔ مختلف ادوار میں ادباء و علماء نے اس موضوع پر اپنے افکار کا اظہار کیا ہے اور متعدد کتب حیطۂ تحریر میں لائے ہیں جن میں سے اخلاق ناصری، اخلاق جلالی، اخلاق محسنی، قابوسنامہ، گلستان وبوستان سعدی، بہارستان جامی، خارستان خوافی اور پریشان قاآنی کے نام خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ اخلاق جہانگیری فارسی نثر میں اخلاقیات کے موضوع پر اپنے اسلوب نگارش کے لحاظ سے بہترین اور عمدہ کتاب ہے۔

مؤلف اخلاق جہانگیری قاضی نورالدین محمد الخاقانی فراہی کے شرح احوال کسی معاصر اور متاخر تذکرے اور تاریخ کی کتاب سے دستیاب نہیں ہو سکے۔ صرف توزک جہانگیری میں اتنا مذکور ہے کہ کابل میں قیام کے دوران جہانگیر بادشاہ نے ربیع الاول ۱۰۱۶ھ میں ایک شخص قاضی نورالدین کو صدارت کے عہدے پر فائز کیا۔ لکھا ہے:

"انہی ایام میں، میں نے قاضی نورالدین کو سرکار مالوہ اور اجین کی صدارت کے عہدے پر متعین کیا"۔ (۲)

خود مصنف اخلاق جہانگیری نے کتاب کے مقدمہ میں ایک اعلی عہدہ پر اپنے تقرر کا ذکر کیا ہے۔ جس زمانے میں شہنشاہ جہانگیر، خواجہ معین الدین چشتی کے مزار کی زیارت کے لئے اجمیر شریف گیا، اس دوران میں اس نے مصنف مذکور کو لاہور شہر کا قاضی تعینات کیا۔ مرقوم ہے:

"وچوں بہ امر جلیل القدر فیصل قضایای بلدہ طیبہ لاہور۔ نصیب روزگار بندہ جانی نورالدین محمد قاضی الخاقانی گشتہ" (۳)

قاضی نورالدین الخاقانی کے آباء و اجداد سبھی عالمان دین اور صاحبان عرفان تھے۔ انہوں نے اخلاق جہانگیری میں اپنے والد کا نام "معین قاضی لاہور" لکھا ہے۔ عہد عالمگیری کے مورخ محمد بختاور خاں نے شیخ معین قاضی لاہور کے حالات اس طرح بیان کئے ہیں:۔

"شیخ معین جو مولانا معین الدین واعظ مولف معارج النبوت کے پوتے تھے' بظاہر انسان لیکن حقیقت میں فرشتہ صفت تھے۔ کئی بار اکبر بادشاہ کے حکم سے بطور قاضی لاہور فرائض سرانجام دیئے۔ کہتے ہیں کہ وہ مقدمات میں عام طور پر مدعی اور مدعا علیہ میں صلح کرانے کی کوشش کرتے تھے' تاکہ فیصلہ باہمی رضامندی سے ہو جائے اور وہ خود خدا کے ہاں غلط فیصلے کی بنا پر ماخوذ نہ ہوں۔ وہ اپنی آمدنی میں سے زیادہ حصہ کتابت کرنے والوں پر صرف کرتے تھے۔ اور قیمتی کتابوں کو تحریر کرا کر طالب علموں کو مفت دے دیا کرتے تھے۔ انہوں نے تمام عمر یہ کام کیا۔ ہزاروں کتابیں لوگوں کو مفت تقسیم کیں۔ ان کی وفات ۹۹۵ھ میں ہوئی" (۴)

شیخ معین شاعر بھی تھے۔ اخلاق جہانگیری میں ان کی ایک غزل نما نظم مندرج ہے جس کا مطلع یوں ہے:

نیست نزدیک عقل اگر دانی　　　ہیچ عیبی بتر ز نادانی (۵)

قاضی نورالدین بن قاضی معین کا نسبی تعلق مولانا معین الدین واعظ فراہی ہروی (م۹۰۴ھ) سے ہے۔ (۶) مولانا معین واعظ کے بڑے بھائی قاضی نظام الدین اور والد مولانا شرف الدین بھی اشراف و اکابر زمانہ میں سے تھے۔ (۷) مولانا معین الدین واعظ فراہی اپنے عہد کے مشہور عالم دین اور فقہ و تفسیر و تصوف میں بلند مقام کے حامل تھے۔ عشق الٰہی اور محبت رسول کے جذبہ سے سرشار تھے۔ آپ متعدد فارسی کتب کے مصنف تھے۔ سیرت نبوی کے پاک موضوع پر معارج النبوت فی مدارج الفتوت ان کی ایک معروف اور مستند کتاب ہے۔ (۸) دیوان خواجہ

معین الدین اجمیری جو برصغیر میں کئی بار شائع ہو چکا ہے وہ دراصل مولانا معین الدین واعظ فراہی کا دیوان ہے۔ اخلاق جہانگیری کے مطالعہ سے اس استدلال کو مزید تقویت ملتی ہے کیونکہ اس کتاب میں "لجدہ مؤلف" کے تحت درج کئے گئے اکثر اشعار، ابیات و غزلیات خواجہ معین الدین اجمیری کے مطبوعہ دیوان سے قابل تطبیق ہیں۔ (۹) علاوہ ازیں تفسیر سورہ فاتحہ، تفسیر حدایق الحقایق فی کشف اسرار الدقایق (۱۰)، تفسیر بحر الدرر، روضہ الواعظین فی احادیث سید المرسلین، اعجاز موسوی، شرح کنز الدقائق، مجالس مرتبہ در تذکیر اور قصص التنزیل کے نام بھی آپ کی تصانیف میں شامل ہیں۔ (۱۱) ہر جمعہ کو آپ جامع مسجد ہرات میں اپنے وعظ دلپذیر سے لوگوں کو نوازتے تھے جس کا ذکر ان کے ہمعصر میر علی شیر نوائی نے یوں کیا ہے "او حالا واعظ مقرر شہر است" (۱۲) انہوں نے چالیس سال وعظ و تذکیر میں بسر کئے اور امرائے وقت بھی ان کے وعظ میں شریک ہوتے تھے۔ خواجہ معین الدین واعظ اور برادر بزرگوار قاضی نظام الدین کی قبریں ہرات میں خواجہ عبداللہ انصاری کے مزار کے قریب ہیں۔

مولانا معین الدین واعظ رحمہ اللہ علیہ اپنے علمی ادبی بلند مقام کے باوصف تقوی و پرہیزگاری میں بھی نادرہ روزگار شخصیت تھے۔ قاضی نظام الدین کی وفات کے بعد وہ کچھ عرصہ کے لئے عہدہ قضا پر بھی فائز ہوئے۔ اس دوران میں ان کے تقوی و تجرد، جرأت و بیباکی حق گوئی و دیانتداری اور بے مثال کردار کے چند واقعات مولف اخلاق جہانگیری نے ضبط تحریر کئے ہیں۔ (۱۳)

قاضی برادران (قاضی نظام الدین گازرگاہی رحمہ اللہ علیہ اور مولانا معین الدین واعظ رحمہ اللہ علیہ فراہی) کے والد مولانا شرف الدین حاجی محمد فراہی (م ۸۶۰ھ) ہرات کے بہت بڑے صوفی اور ولی شمار ہوتے تھے، اور فارسی میں عمدہ شعر کہتے تھے (۱۴) اور شیخ الاسلام زین الدین ابوبکر خوافی (م ۸۳۸ھ) کے اصحاب میں سے تھے۔ یوں قاضی نورالدین کے آباء و اجداد علم و عمل اور دینداری و عرفان میں ممتاز مقام رکھتے تھے۔ انہوں نے اس طرح کے عالم فاضل گھرانے اور علم و فضیلت والے ماحول میں پرورش پائی تو ناگزیر آپ کی طبع بھی موروثی طور پر شعر و ادب کے ذوق سے سرشار تھی، آداب واخلاق سے مزین تھی اور فضیلت و دانشمندی کا اظہار آپ کیلئے لازمی امر تھا۔ چنانچہ آپ نے اخلاق جہانگیری جیسی عمدہ اخلاقی کتاب ترتیب دے کر فراہی

خاندان سے اپنی نسبت کا حق ادا کر دیا ہے۔

اخلاق جہانگیری' اخلاق محسنی کی طرز پر لکھی گئی کتاب ہے جس میں فضائل و محاسن اخلاق اور اوصاف و محامد کردار انسانی پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ اب تک اخلاق جہانگیری کے چار قلمی نسخوں کا سراغ ملا ہے۔ ذیل میں زمانی اعتبار سے ان کا تعارف نذر قارئین کیا جاتا ہے:

۱۔ نسخہ ٹونک راجستھان بھارت' مکتوبہ ۱۰۲۹ھ

یہ خطی نسخہ صاحبزادہ محمد مصطفیٰ خاں جوہر کے ذاتی کتب خانہ بمقام ٹونک راجستھان میں محفوظ پڑا ہے۔ شوکت علی خاں کی تصریح کے مطابق اس مخطوطہ کے مشخصات درج ذیل ہیں:

"یہ نسخہ کتابت کے لحاظ سے نادر اور نایاب ہے۔ تقطیع ۶" × ۱۲" کاغذ بادامی مائل بہ سیاہی قدرے کرم خوردہ اور کہیں کہیں سے داغدار ہے' آب رسیدہ ہونے کی وجہ سے بعض حصے بوسیدہ ہوگئے ہیں۔ خط باریک لیکن واضح ہے۔ صفحات کی تعداد ۱۲۰۲ ہے۔ کاتب نے اگرچہ اپنا نام نہیں لکھا لیکن تاریخ کتابت بہ تفصیل ذیل ہے:

"در شہر ذی القعدہ الحرام الواقع فی سلک سنہ التاسع والعشرین بعد الالف وقوع یافت" یعنی ذیقعدہ ۱۰۲۹ھ میں لکھی گئی۔ کتابت سادہ ہے کہیں سے مجدول نہیں۔ متعدد مقامات پر مطالعہ کرنے والوں کے حواشی ہیں۔ لوح کتاب سادہ ہے' شیرازہ بندی اچھی ہے' صرف چند اوراق منتشر ہیں۔ کتاب کہیں سے ناقص نہیں ہے" (۱۵)

ذیقعدہ ۱۰۲۹ھ کی تاریخ دراصل اخلاق جہانگیری کے بائیس ابواب کی تکمیل کی تاریخ تحریر ہے۔ اس دلیل سے شاید یہ مؤلف کے اپنے ہاتھ کا لکھا ہوا نسخہ ہو۔ تاریخی لحاظ سے یہ ایک نادر الوجود مخطوطہ ہے جو مختلف سلاطین و امراء کے کتابچوں میں رہ چکا ہے اور اس پر ان کی تحریریں اور مہریں ثبت ہیں۔ اس نسخے پر موجود بارہ شاہی مہریں اس کی قدر و قیمت اور اہمیت کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

۲۔ نسخہ انڈیا آفس لائبریری لندن، مکتوبہ ۱۰۴۷ھ۔

یہ قلمی نسخہ انڈیا آفس لائبریری میں شمارہ ۱۵۲۶ کے تحت محفوظ ہے۔ اس کے برگ ۵۲۶، سطور ۲۱ اور سائز ۱۰½" × ۶⅜" ہے۔ خط نستعلیق میں خوشخط تحریر شدہ ہے۔ صفحات ا اور ۸ کسی دوسرے کاتب نے لکھے ہیں۔ نسخے کا ابتدائی صفحہ مذہب و مطلی ہے۔ کاتب کا نام مہر علی بن مراد علی دولت شاہی ہے۔ مہر علی نے یہ مسودہ مولانا پیر محمد کے لئے نقل کیا ہے۔ (۱۶)

۳۔ مخطوطہ مولوی محمد یعقوب فراہی کوئٹہ، مکتوبہ ۱۰۹۱ھ۔

یہ مخطوطہ مولوی محمد یعقوب فراہی تاجر کتب المکتبہ الاسلامیہ حاجی غیبی چوک خیابان کانسی کوئٹہ (پاکستان) -- از اولاد مولف اخلاق جہانگیری -- کی ملکیت ہے۔ اس کا سائز ۹.۵" × ۶" و ۸.۷" × ۷.۴" ہے۔ کل اوراق ۳۳۹ اور صفحات ۶۷۸ ہیں۔ خط نستعلیق پختہ میں خوشخط لکھا گیا ہے۔ عنوانات شنگرفی ہیں اور کتاب کا سارا متن ایک ہی کاتب نے نقل کیا ہے۔ مخطوطہ مجلد ہے۔ کاغذ سفید اور سرخی مائل سفید دو رنگوں کا ساخت ہندوستان ہے۔ سفید کاغذ قدرے دبیز اور سرخی مائل سفید نسبتاً باریک ہے۔ نسخہ اغلاط سے پاک نہیں ہے۔

مخطوطہ کے آخری برگ ۳۳۹ پ پر دو ترقیمہ نما عبارات ہیں جو بعد میں کاتب کے علاوہ کسی دوسرے شخص نے کتاب کے نام، مولف اور تاریخ کتابت پر مشتمل اضافی تحریر کی ہیں۔ اختتام پر تاریخ کتابت اور کاتب کا نام یوں درج ہے:

"بتاریخ پنجم شہر صفر روز شنبہ تحریر یافت ۱۰۹۱ھ، کاتب الحروف فقیر الحقیر ھاشم غفراللہ ولوالدیہ ولاستاذیہ ولجمیع [المومنین والمومنات]" (۱۷)

۴۔ مخطوطہ کتابخانہ مرکزی دانشگاہ پشاور، مکتوبہ ۱۲۶۴ھ

یہ خطی نسخہ مجموعہ فضل صمدانی کتابخانہ مرکزی دانشگاہ پشاور میں موجود ہے۔ کل صفحات ۹۵۴ ہیں۔ ہر صفحہ ۱۷ سطروں پر مشتمل ہے۔ سائز ۷" × ۳.۵" ہے۔ خط نستعلیق قدرے مائل بہ شکستہ ہے۔ عنوانات سرخ روشنائی سے لکھے گئے ہیں۔ مخطوطہ کے ہر صفحہ پر دوھری جدول ہے۔ نسخہ نامکمل اور ناقص الآخر ہے تقریباً متن کتاب کا پانچواں حصہ اس میں شامل نہیں ہے۔ بعض

کلمات و عبارات کاتب کے کم سواد ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔ کاتب کا نام اصغر علی بن عبدالرحمن ہروی اور تاریخ کتابت روز دوشنبہ ۲۹ جمادی الاول ۱۲۶۴ھ ضبط ہے۔ ترقیمہ ملاحظہ ہو:

"الحمد لله والمنت کہ بہ اتمام رسید این نسخہ کتاب اخلاق جہانگیری بہ تاریخ بیست نہم جمادی الاول دریوم دوشنبہ وقت چاشت در پای آستانۂ متبرکہ عرش درجہ ملایک پاسبان حضرت شاہ مردان و شیریزدان کرم اللہ وجہہ درخدمت حضرت حقایق و معارف آگاہ ہادی طالبان آلہ مرشد الانام الکرام جناب حضرتم خلیفۂ دارالامان امید از ناظران این نسخہ آنست کہ اگر سہوی یا خطائی گذشتہ باشد بہ قلم عفوبہ اصلاح آن بکوشند وکاتب حقیر فقیر اصغر علی ابن عبدالرحمن الہروی را بہ دعای خیر و فاتحہ یاد نمایند اللّھم اغفرلی ولوالدیہ و لجمیع المؤمنین والمؤمنات"۔

پوشیدہ و مستور نماند برناظران این کتاب راکہ ابتدا نمودن این نسخہ روز دو شنبہ اخیر شہر صفر بود در مدت سہ ماہ تحریر یافت ۱۲۶۴ھ' (۱۸)

مصنف قاضی نور الدین فراہی کی تصریح کے مطابق اخلاق جہانگیری کی تصنیف کا آغاز ۱۰۲۲ھ میں کیا گیا' ۱۰۲۹ھ میں اس کے ۲۲ مقالات پایہ تکمیل کو پہنچے اور ۱۰۳۱ھ میں اس کا مقدمہ اور تمہیدی عبارات قلمبند کی گئیں۔ "اخلاق جہانگیری" کے اعداد بھی ۱۰۳۱ھ بنتے ہیں ۔ گمان غالب ہے کہ مصنف نے ارادۃً اسے ۱۰۳۱ھ میں اختتام پذیر کیا۔

کتاب کے نام کی وجہ تسمیہ کے بارے میں یوں کہہ سکتے ہیں کہ ایک تو شہنشاہ جہانگیر کے حوالے سے اس کا نام اخلاق جہانگیری تجویز کیا گیا ۔ دوسرے یہ کہ اس کتاب کو جہانگیری یعنی عالمگیری حیثیت حاصل ہے کہ اس میں بیان شدہ اخلاقی نکات' اوصاف' محامد اور محاسن تمام افراد انسانی کے لئے لازم اور ناگزیر ہیں ۔

اخلاق جہانگیری کا آغاز و انجام حسب ذیل ہے:

آغاز:

بسملہ ۔ حمدی کہ زبان معجز بیان شہسوار میدان انا افصح از اتیان بمثل آن بہ عجز و قصور لا

احصی اعتراف نماید و مدحی کہ متکلم کلام ازلی از محامد مسبحان عالم قدس انتخاب کند سزاوار ذات پادشاهی است ••• وتحفہ صلوات طیبات و هدیہ تسلیمات زاکیات نثار بارگاه قدس و آستان معلی "سرور کائنات و خلاصہ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کہ مفتاح گنجور کنت کنزاً مخفیاً وجود نصرت آمود اوست" ••• (۱۹)

انجام:

••• چون تسطیر این مقالات بہ سرحد طویل کشید و تحریر این مقدمات بہ درجۂ اطناب انجامید هنگام آن شد کہ بساط املال را در نور دیدہ انتهای این رسالہ را چون ابتدا بہ دعای از دیاد عمر و دولت بیا راید و اختتام این نسخہ را چون افتتاح بہ ثنای حشمت علیا ترتیب نماید •••

بیت:

••• شهنشاهی جهانگیر آفتابی　　　عطارد فطنتی کیوان قبابی •••

تالیف این نسخہ کہ منطوی است برانوار حکمت و محتوی بر آثار ارباب دولت است ، در شهر ذی القعده الحرام الواقع فی سلک سنۃ التاسع و العشرین بعد الالف وقوع یافت بتوفیق اللہ الملک الودود۔ (۲۰)

سبب تالیف کتاب کے ضمن میں مؤلف کے رشحات قلم کا ایک اقتباس عیناً یہاں نقل کیا جاتا ہے:

" ••• بنا بر آن فضلای عالیشان کہ در سوابق از منہ و آوان ماضیہ بوده اند و در مضامین سخنوری و میادین فضل گستری گوی فصاحت بہ چوگان بلاغت از همگنان ربوده ، رسایل فرخندہ دلایل در فن تهذیب اخلاق و شعار و دثار سلاطین آفاق کہ اساتین بنیان این و رواق زرین اطاق اند کہ موجب القای ذکر جمیل آن سلاطین است املا نموده بنا علیہ این گلدستہ فرهنگ و خرد نامہ شگرف اکہ مبتنی بر اوصاف جمیلہ و اخلاق سلیمۂ پادشان عالیشان و درویشان سعادت نشان است نادر فراهم آوردن فقره های موزون و ترتیب و ترصیع نمودن الفاظ بامعنی مقرون ، کمر سعی برمیان بستہ"۔ (۲۱)

اخلاق جہانگیری کی ارزش معنوی کے اعتبار سے اس میں اگرچہ اخلاق عملی پر بحث کی گئی ہے لیکن ابواب کے شروع میں اخلاقی فضائل کے متعلق جو تعریف و تشریح موجود ہے وہ اس بات کا ثبوت ہے کہ کتاب میں اخلاق نظری کا عنصر بھی پایا جاتا ہے ۔ مؤلف نے اخلاقی فضائل کو زیادہ تر نبیوں ولیوں کی حکایات و تمثیلات کے ذریعے پیش کیا ہے جن سے خطبا اور واعظین اپنے خطبات موعظت میں اکثر و بیشتر استفادہ کرتے ہیں ۔ اسی طرح قدیم اخلاقی کتابوں اور تذکروں سے بعض خوارق عادات اور کرامات مشائخ بھی اصلاح احوال کی غرض سے نقل کی گئی ہیں ۔ اخلاق جہانگیری میں اخلاقی مضامین کے حوالے سے مؤلف نے گلستان سعدی کا اسلوب اختیار کرنے کی بجائے دوسری کتابوں پر زیادہ انحصار کیا ہے ۔ پیغمبران کرام اور بزرگان عظام کی مبارک زندگیوں سے درس اخلاق دینے والے واقعات کا انتخاب کیا ہے ۔ ترتیب ابواب اور بیان مطالب کے لحاظ سے یہ کتاب بہت حد تک اخلاق محسنی سے ہم آہنگی اور مشابہت رکھتی ہے ۔ اخلاق محسنی میں بھی ہر باب کے شروع میں کسی نہ کسی اخلاقی فضیلت کی تعریف ہے ۔ اس کے بعد اس فضیلت سے متعلق حکمت آمیز اقوال اور خصائص و قصص بیان کئے گئے ہیں ۔

اخلاق جہانگیری درج ذیل بائیس ابواب و مقالات پر مشتمل ہے: (۲۲)

مقالہ اول: در محبت و عشق و سخنان اولیاء اللہ تعالی

مقالہ دوم: در فضیلت علم و علماء رحمھم اللہ

مقالہ سوم: در خوف و رجا

مقالہ چہارم: در حسن خلق و مذمت بد خلقی

مقالہ پنجم: در تواضع و شفقت

مقالہ ششم: در علو ہمت

مقالہ ہفتم: در توکل

مقالہ ہشتم: در صبر و شکر

مقالہ نہم: در سخاوت و مزمت بخل و حسد

مقالہ دھم: در عدالت امرای اولی الامر و تامل در حکم

مقالہ یاز دھم: در حزم

مقالہ دواز دھم: در فواید فراست

مقالہ سیزدھم: در فواید مشورت

مقالہ چہار دھم: در میامن توبہ

مقالہ پانز دھم: در درجات عفو (۲۳)

مقالہ شانز دھم: در معارج شجاعت

مقالہ ھفدھم: در سیاست

مقالہ ھژدھم: در محمدت وفای عہد

مقالہ نوز دھم: در برکات صدق وشامت کذب

مقالہ بستم: در قناعت و مذمت طمع و حرص و سرقہ

مقالہ بیست و یکم: در مطایبات

مقالہ بیست و دوم: در متفرقات و در تصحیح روایات و تنقیح حکایات

ان میں سے ہر باب اور مقالے کا موضوع الگ ہے ۔ کتاب کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ فاضل مصنف کو بہت سے علوم پر عبور حاصل تھا۔ خصوصاً فن تاریخ میں مہارت تامہ رکھتے تھے ۔ انہوں نے ہر مسئلہ پر تاریخی واقعات کی روشنی میں مدلل بحث کی ہے ۔ ابتدائے آفرینش سے لے کر شہنشاہ جہانگیر کے زمانہ تک مشاہیر عالم کے مشہور تاریخی واقعات کو بیان کر کے نتیجہ جہانگیر کے دور حکومت پر نکالا ہے ۔ مشاہیر عالم کے کرداروں کو اخلاقی خصائص اور تاریخی قصص کی شکل میں لکھا ہے' پھر بڑی خوبی کے ساتھ ان اوصاف اور کرداروں کا انطباق بادشاہ جہانگیر پر کیا ہے ۔

جناب شوکت علی خاں نے اخلاق جہانگیری کے مخطوطہ پر اپنے مضمون میں مرقوم فرمایا ہے کہ:

"مصنف نے اس دور کے انتظامی اور سیاسی امور پر بھی روشنی ڈالی ہے' جس سے معلوم ہوتا ہے کہ قاضی نور الدین کو نہ صرف تاریخ میں عبور حاصل تھا' بلکہ وہ سیاسیات' اخلاقیات اور

علم و ادب کا بھی متبحر عالم تھا۔ کتاب بائیس مقالات پر مشتمل ہے۔ ہر مقالہ کم و بیش پچاس صفحات میں ہے۔ آخری مقالہ اس اعتبار سے بہت اہم ہے کہ اس میں غلط روایات کی تصحیح اور تاریخی افسانوں کی تنقید ہے ..... یہ تمام مقالات ایک طرح سے جہانگیر بادشاہ کے محاسن ہیں جن کو مصنف نے بادشاہوں کی صفات قرار دے کر تاریخی واقعات کی روشنی میں بیان کیا ہے۔ ہر مقالہ اپنے موضوع اور طرز تحریر کی حیثیت سے ایک مستقل کتاب کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس حیثیت سے بھی یہ کتاب نہایت اہم ہے کہ اس میں صرف تاریخی واقعات ہی نہیں ہیں بلکہ جہانگیر کے دور کے ہندوستان کی سیاسی، معاشرتی اور اخلاقی جھلکیاں بھی نظر آتی ہیں"۔ (۲۴)

حقیقت یہ ہے کہ اس کتاب میں جہانگیر کے ہندوستان کے سیاسی و معاشرتی حالات کا کوئی خاص تذکرہ نہیں ملتا۔ البتہ یہ کتاب ایک طرح سے بادشاہ جہانگیر کی تعریف و توصیف سے لبریز ہے کہ تمام ابواب میں جو فضائل و محاسن اخلاقی بیان ہوئے ہیں ان کے اختتام پر بالعموم جہانگیر کو ان اوصاف کا حامل بتایا گیا ہے۔ مقالہ بیست وکیم کے آخر میں تحریر ہے کہ بادشاہ جہانگیر کی طبیعت میں بھی مزاح و مطایبہ کی صفت بدرجہ اتم موجود ہے اور ان کے مطایبات دانشوروں کے لئے دستور العمل کی حیثیت اختیار کر گئے ہیں۔ اقتباس ملاحظہ ہو:

"سیما غواصان بحار طبیعت و دانشوری، و رہ نوردان بادیہ ظرافت و سخن گستری در حواشی سریر آفتاب نظیر بہ مطالب عالیہ رسیدہ، کامیاب صورت و معنی گشتہ اند، و ھموارہ مذکور محفل بہشت آیین و مشہور مجلس فردوس تزیینش، لطیفہ ھای بہجت آفزای اہل طبیعت و نکتہ ہای مسرت نمای خاطر صافی رویت است، اگر احیاناً آن شہریار کامگار عالمگیر، رفیع مقدار بنا بر شگفتگی دلہای ہم نشینان ظرافت غنچہ سربستہ بہ مطایبہ شیرین گشاید، آن گفتار درر نثار قانون آداب خرد مندان ارجمند و دستور العمل نکتہ سنجان حکمت پیوند گردیدہ، باعث افتخار و سرمایہ استظہار ایشان می گردد"۔ (۲۵)

کتاب کی ارزش ادبی کی بابت یہ ہے کہ جس زمانے میں یہ مرقع اخلاقی و ادبی معرض وجود میں آیا، اس میں سہ نثر ظہوری اور مکاتیب ابوالفضل علامی کے تتبع میں مرصع نثر لکھنے کا رواج تھا۔ اخلاق جہانگیری میں بھی نظر موضع، نثر مرجز اور مسجع و مقفی عبارات کے وافر نمونے ملتے

ہیں ۔ خود مصنف نے مقدمہ میں اشارہ کیا ہے کہ اس نے کتاب کی تدوین میں مسجع و مرصع نگاری کو اپنایا ہے (۲٦) جو اقتباسات دوسری کتابوں سے بطور استناد منقول ہیں ان میں بھی تکلف کا عنصر غالب ہے ۔ اس اسلوب کی وجہ سے قاری کا ذہن مطالب تک رسائی میں دشواری محسوس کرتا ہے ۔ اس کے باوجود کتاب میں اکثر مقامات پر سادہ نثر بھی دستیاب ہے ۔ تاہم آرائش لفظی کی خاطر تشبیہات و تلمیحات، صنایع بدالع اور عجائب و غرائب کا استعمال بکثرت پایا جاتا ہے۔ آیات، احادیث، عربی اقوال اور عربی اشعار بھی جابجا ملتے ہیں ۔ مؤلف نے اپنے موقف کی تائید میں گاہ و بیگاہ فارسی اشعار، ابیات، قطعات، رباعیات، مثنویات اور غزلیات کو بھی شامل کیا ہے۔ عطار، رومی، عراقی، خواجہ کرمانی، امیر خسرو، حافظ جد مؤلف (مولانا معین الدین واعظ فراہی) اور کئی دوسرے عرفائے نامدار کے اشعار تقویت مطالب اور تفہیم مضامین کے لئے ضبط و ثبت ہیں ۔

کتاب مجموعی طور پر طبع زاد نہیں ہے ۔ اس کا بیشتر مواد مختلف ماخذو مصادر سے اخذ کیا گیا ہے ۔ مولف نے ماخذ کا کہیں ذکر کیا ہے اور کہیں اس سے اجتناب برتا ہے ۔ جن ماخذ کا ذکر کیا ہے وہ پچاس کے لگ بھگ بنتے ہیں ۔ ان کے اسامی حسب ذیل ہیں:

اخلاق محسنی،	اخلاق ناصری،
بہارستان جامی،	تاریخ خراسان،
تاریخ نظام الملک (سیرالملوک، سیاستنامہ)،	تاریخ ہرات، مولانا معین الدین اسفزاری؟،
تاریخ یمینی ابو نصر عتبی،	تصانیف عمر ابن الجاحظ،
تفسیر بحرالعلوم، نجم الدین نسفی،	تفسیر زاہدی (لطایف التفسیر)،
تفسیر سراج وہاج،	تفسیر کشف الاسرار وعدہ الابرار میبدی،
تفسیر کبیر (مفاتیح الغیب) امام رازی،	تنبیہہ العارفین،
ثمار الفرادیس،	جوامع الحکایات عوفی،
خارستان مجدالدین خوافی،	خلاصہ الحقایق فاریابی،
دیوان اوحدی کرمانی،	دیوان حضرت امیر خسرو،

دیوان خواجہ حسن دہلوی، دیوان خواجہ کرمانی،
دیوان شیخ عطار، دیوان عراقی،
دیوان مولانا معین الدین واعظ فراہی، رسائل خواجہ عبداللہ انصاری،
رسالہ ارشاد الطالبین، رسالہ قشیریہ،
روضہ العلما حضرت داود طائی، ریاض المذکرین،
زادالآخرت، زاد المعاد ابن قیم،
زہرۃ الریاض، شواہد النبوہ،
صور الاقالیم یا مسالک الممالک اصطخری، عجائب الخلوقات وغرایب الموجودات،
عیون الاخبار، نجم الدین نسفی، کتاب الفرج بعد الشدات،
کشف المحجوب، لطایف الطوایف،
لمعات، شیخ فخرالدین عراقی، مثنوی معنوی،
مجمع الفوادر (چہار مقالہ)، نفحات الانس،
وصایای نظام الملک، (۴۷)

جیسا کہ مقالہ کے آغاز میں رقم کیا گیا ہے مولف کتاب کو شہنشاہ جہانگیر کی جانب سے قضاء کے فرائض سونپے گئے تھے۔ اس بنا پر دربار شاہی سے ان کے روابط استوار تھے۔ لہٰذا انہوں نے اخلاقی و سیاسی اسباق کے علاوہ دربار داری، حفظ مراتب اور سرکاری ملازمت کے آداب پر بھی روشنی ڈالی ہے۔ انہوں نے اہل دربار کے لئے مفصل ہدایات دی ہیں اور بادشاہ کے احترام کو ملحوظ خاطر رکھنے کے لئے پانچ نکات لازم قرار دیئے ہیں۔ (۴۸) طوالت کے خوف سے اسی اشارے پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ شائقین اصل نسخہ جات اور مخطوطات سے یہ نکات خمسہ ملاحظہ کر سکتے ہیں۔

گویا کہ اخلاق جہانگیری حکمت و دانش کے بیش بہا موتیوں کا خزینہ فراست و دانائی کے گرانبہا جواہر کا گنجینہ اور حقوق و فرائض کی عالی پایہ تعلیمات کا سدا بہار مرقع ہے۔ اس میں ایسے سود مند نصائح اور کار آمد لطائف کا اندراج ہے جنہیں ہر دور میں حرز جاں بنایا جا سکتا ہے۔ کاش کوئی محقق اٹھے اور وہ اس مفید اور لطیف کتاب کو جدید طرز تحقیق کے مطابق مع حواشی و تعلیقات آمادہ اشاعت کرے تاکہ ہر صاحب منصب وجاہ اس سے استفادہ کر سکے۔ آمین۔

۶۶

حواشی و حوالہ جات

۱- جناب پروفیسر حافظ ظہیر احمد صدیقی صاحب صدر شعبہ فارسی گورنمنٹ کالج لاہور اور ان کے رفقائے کار تحسین و آفرین کے مستحق ہیں کہ انہوں نے اخلاق جہانگیری کو گوشہ گمنامی سے نکالنے کے لئے ایم۔ اے فارسی سال تحصیلی ۹۱-۱۹۹۸ کے بعض طلبہ و طلبات کو نسخہ کی ضخامت کے پیش نظر دست جمعی اس کی تصحیح و تعلیق کا کام سونپا جو بحمد اللہ حسب استطاعت انہوں نے انجام دیا۔ راقم الحروف کو ان میں سے چند مقالات دیکھنے کا موقع ملا ہے۔ ان سے استفادہ کرکے اساتذہ اور مقالہ نگاروں کے شکریہ کے ساتھ یہ تعارف اور جائزہ پیش کیا جا رہا ہے۔ گر قبول افتد زہی عز و شرف۔

۲- توزک جہانگیری، ترجمہ و حواشی اعجاز الحق قدوسی، مجلس ترقی ادب لاہور، طبع اول ۱۹۶۸ء، ۲۱۰/۱۔

۳- اخلاق جہانگیری، مخطوطہ مولوی محمد یعقوب فراہی، برگ ۲ پ، نقل از: اخلاق جہانگیری، مقالہ نور قمر دانشجوی فوق لیسانس دانشکدہ دولتی لاہور، ص ۶-۷

۴- مرآہ دانشکدہ العالم، بتصحیح ساجدہ سلطانہ علوی، ادارہ تحقیقات پاکستان، دانشگاہ پنجاب لاہور، چاپ اول نومبر ۱۹۷۹ء، ۴۲۶/۲

۵- اخلاق جہانگیری، مخطوطہ مولوی یعقوب فراہی، برگ ۴۳، نقل از: اخلاق جہانگیری، مقالہ سندس ملمی دانشجوی فوق لیسانس، دانشکدہ دولتی لاہور، ص ۵۳ و نیز ص ۱۹۶

۶- رجال کتاب حبیب السیر، گرد آوردہ عبدالحسین نوائی، تہران ۱۳۲۴ ش، ص ۱۸۱، و ملاحظہ کیجئے: تاریخ نظم و نثر در ایران و در زبان فارسی، سعید نفیسی، تہران ۱۳۴۴ش، ۲۴۲/۱ "و در سال ۹۱۰ یا ۹۱۲ھ درگذشت"۔

۷- رجال کتاب حبیب السیر، ص ۱۸۰

۸- راقم الحروف (اختر چیمہ) کو اس کتاب کے دو مطبوعہ نسخے دیکھنے کا موقع ملا ہے:
۱- اصل فارسی مطبوعہ نو لکشور کانپور ۱۸۹۶ء، یک جلد
۲- اردو ترجمہ مولانا حکیم محمد اصغر فاروقی، مکتبہ نبویہ گنج بخش لاہور ۱۹۸۳ء، سہ جلد

۹- "دیوان خواجہ معین الدین اجمیری" کے عنوان سے پروفیسر محمد اسلم شعبہ تاریخ پنجاب یونیورسٹی لاہور کا ایک مقالہ مجلہ علوم اسلامیہ علی گڑھ جلد ۱۳ شمارہ ۱-۲، صفحات ۹-۲۲ اور مقالات حافظ محمود شیرانی، مرتبہ مظہر محمود شیرانی، مجلس ترقی ادب لاہور ۱۹۷۲ء ۱۷۱/۶-۱۹۴ (ماخوذ از رسالہ "اردو" بابت ماہ جولائی ۱۹۲۴ء) شائع ہو چکا ہے۔

پھر اس دیوان معین کے بارے میں ایک اور مقالہ نگاشتہ پروفیسر محمد ابراہیم ڈار، یوسف اسماعیل کالج اندھیری، رسالہ "اردو" کراچی بابت جولائی ۱۹۵۰ء (مقالات حافظ محمود شیرانی (ضمائم)، ۵۸۸/۶-۶۰۰) بھی طبع ہو چکا ہے۔

۱۰- تفسیر حدائق الحقائق، قسمت سورہ یوسف، بکوشش دکتر سید جعفری سجادی، انتشارات دانشگاہ تہران سے ۱۳۴۶ھ ش میں شائع ہو چکی ہے۔

۱۱۔ ملاحظہ کیجئے: تاریخ نظم و نثر در ایران و در زبان فارسی ۲۴۲/۱

۱۲۔ تذکرہ مجالس النفائس، ترجمہ فارسی، مرتبہ علی اصغر حکمت کتابخانہ منوچہری، تہران ۱۳۶۳ھ، ش ۰ ص ۹۴

۱۳۔ اخلاق جہانگیری، مخطوطہ مولوی یعقوب فراہی، ص ۱۷۸ ر۔ ۱۷۹ ب، ۲۷۷ ر۔

۱۴۔ تاریخ نظم و نثر در ایران، سعید نفیسی، ۳۲۷/۱

۱۵۔ مجلّہ "معارف" نمبر ۳ جلد ۹۴، دارالمصنفین اعظم گڑھ ستمبر ۱۹۶۴ء، ص ۲۲۵، مقالہ: جہانگیر کے دور کا ایک نایاب مخطوطہ از جناب شوکت علی خان صاحب ایم۔ اے (ٹونک) و ملاحظہ کیجئے: قصر علم (ٹونک کے کتبخانے اور ان کے نوادر)، عربک اینڈ پرشین ریسرچ انسٹی ٹیوٹ، راجستھان ٹونک بھارت، ۱۹۸۰ء، ص ۱۵۴۔۱۵۹

۱۶۔ کاتالوگ فارسی مخطوطات، انڈیا آفس لائبریری، ہرمان اتہ، لندن ۱۹۰۳ء، ۱۲۰۰/۱

۱۷۔ اخلاق جہانگیری، مقالہ صاعقہ امین داشجوی فوق لیسانس دانشکدہ دولتی لاہور، مقدمہ ص ۲۶۔۲۸

۱۸۔ اخلاق جہانگیری، مقالہ صاعقہ امین، مقدمہ ص ۲۸۔۲۹

۱۹۔ اخلاق جہانگیری، مخطوطہ مولوی محمد یعقوب کوئٹہ، بہ اضافہ کلمات ذیل: "سرور کائنات ۔ ۔ اوست" از نسخہ دانشگاہ پشاور، وملاحظہ کیجئے: اخلاق جہانگیری، مقالہ نور قمر دانشکدہ دولتی لاہور، متن ص ۱

۲۰۔ اخلاق جہانگیری، مخطوطہ مولوی محمد یعقوب کوئٹہ، بہ اضافہ عبارت ذیل: "تالیف این نسخہ ۔ ۔ الملک الودود" از نسخہ ٹونک راجستھان بحوالہ: مقالہ "جہانگیر کے دور کا ایک نایاب مخطوطہ" مطبوعہ معارف، اعظم گڑھ ستمبر ۱۹۶۴ء، ص ۲۲۵، وملاحظہ کیجئے: اخلاق جہانگیری، مقالہ شازیہ جاوید، داشجوی فوق لیسانس دانشکدہ دولتی لاہور، سال ۹۱۔۱۹۸۹ء، ص ۲۳۲۔۲۳۴

۲۱۔ اخلاق جہانگیری، مخطوطہ مولوی یعقوب کوئٹہ، ص ۲ پ، نقل از: اخلاق جہانگیری، مقالہ نور قمر، ص ۵

۲۲۔ یہ عناوین مقالات نسخہ مولوی یعقوب، برگ ۳ ر سے یہاں درج کئے گئے ہیں۔ اور ملاحظہ کیجئے: جہانگیر کے دور کا ایک نایاب مخطوطہ، معارف، ص ۲۲۸

۲۳۔ جہانگیر کے دور کا نایاب مخطوطہ میں "(۱۵) مقالہ در اجابت" لکھا ہے

۲۴۔ معارف نمبر ۳ جلد ۹۴، ص ۲۲۷۔۲۲۸

۲۵۔ اخلاق جہانگیری، مخطوطہ مولوی یعقوب، کوئٹہ ص ۲۹۲ پ، نقل از اخلاق جہانگیری، مقالہ صاعقہ امین، مقدمہ ص ۴۰۔۴۱

۲۶۔ اخلاق جہانگیری، نسخہ مولوی یعقوب، کوئٹہ، ص ۲ الف

۲۷۔ یہ اسمائے کتب پوری اخلاق جہانگیری سے استخراج کرکے یہاں درج کئے گئے ہیں۔

۲۸۔ اخلاق جہانگیری، نسخہ مولوی محمد یعقوب، کوئٹہ، برگ ۱۰۱ ر ۔ پ، و ملاحظہ کیجئے: اخلاق جہانگیری، مقالہ صاعقہ امین متن ص ۲۵۹۔۲۶۳

***